معشوق حسین خاں

مصری دیومالا

مصر کے دیومالا (میتھالوجی) کو سمجھنے کے لیے اس زمانہ کا حال بھی معلوم ہونا چاہیئے جب کہ وہاں شاہی خانوادے قائم نہیں ہوئے تھے۔ اس وقت ایک خدا کا تو کسی کو علم بھی نہ تھا۔ دیویوں اور دیوتاؤں کا ایک ہجوم تھا۔ ایک فرعون نے جواب سے تقریباً چار ہزار سال پہلے گزرا ہے، ان سب بتوں کو جمع کر کے ایک مقام پر اکٹھا کیا تھا۔ اسی جگہ کا نام یونانیوں نے "بھول بھلیاں" رکھا تھا۔ ہر قسم کے معبودوں کے لیے ایک ایک کمرہ تھا اور دیوتاؤں کے اس ہجوم کے لیے کم از کم تین ہزار کمرے بنانے پڑے تھے۔ جس طرح گدلے پانی میں مچھروں کا بے شمار ہجوم ہوتا ہے اسی طرح قدیم زمانہ میں مصر کے بھوتوں اور بھتنیوں کا کثیر ہجوم تھا۔ مصری دیویوں اور دیوتاؤں کا شمار ممکن نہیں۔ ہر شے کی نشانی کا ایک ایک معبود تھا۔ زندگی کے ہر پہلو اور ہر عمل کے لیے بلکہ ہر ہر گھنٹہ اور ہر ہر لمحہ کے لیے ایک ایک معبود تھا۔ نیچر کے دیوتا تھے، جانوروں کے دیوتا تھے، انسانوں کے دیوتا تھے اور زندوں اور مردوں کے بھی الگ الگ دیوتا تھے۔ مصریوں نے ان کی اس تعداد کو بھی کافی نہیں سمجھا اور دوسری قوموں اور دوسرے ملکوں سے بھی دیوتاؤں کو لے کر اپنا لیا۔ ہم پاکستانیوں کو یہ بات اس لیے عجیب نہیں معلوم ہوتی کہ ہمارے پڑوسی ہندوؤں کی یہی حالت ہے۔ جتنی بت پرست قومیں یہاں وقتاً فوقتاً آئیں اور جو یہاں پہلے سے تھیں۔ ان سب کے بت اور معبود بھی ان کے بت اور معبود بن گئے حتیٰ کہ اس موجودہ زمانہ میں مادر ہند بھی ایک دیوی بن کر دیومالوں میں شریک ہو گئی ہے اور کچھ زمانہ نہیں گزرے گا کہ بعض ہندو لیڈر بھی اس رتبہ پر فائز ہو جائیں گے کیونکہ ہندوؤں کے عقیدے میں یا تو دیوتا ہوتے ہیں یا راکشش۔ اعلیٰ اوصاف و کردار کے انسانوں کا ان کے پاس کوئی تصور نہیں۔ ہم لوگ تو پڑوسی ہونے کی وجہ سے یہ سب جانتے اور سمجھتے ہیں۔ مگر اہل یورپ اور اہل امریکہ جب پہلی بار معبودوں کے اس انبوہ سے روشناس ہوتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں۔

ثاث اور خشنو

مصر کے معبودوں کا علم حاصل کرنے کے لیے ان کی الگ الگ ٹولیاں بنانی ہوں گی۔ اگر اس کام کو "ہرمابولس"

سے شروع کیا جائے جو مصری دیوتا "تھاتھ" (ثاث) کے نام سے موسوم ہے، تو ان کی تصریح یہ ہوگی کہ ثاث، اسرار اور کیمیا کے رموز کا دیوتا ہے۔ اس کا جسم آدمی کی طرح اور سر لق لق کا سا ہے اور ایک ہلال اور قرص قمری پر نصب ہے۔ یہ دیوتاؤں میں قانون داں اور کاتب اعمال ہے اور مُردوں کے محاکمۂ اعمال کے ترازو کی بھی پڑتال کرتا ہے۔ ابتداءً یہ چاند کا دیوتا تھا اس لیے بہت قدیم ہے۔ چونکہ تمدن کے آغاز ہی سے چاند کے اثرات کا سورج سے بھی بہت تعلق سمجھا جاتا رہا۔ اس لیے یہ دیوتا بھی قدیم زمانہ سے پوجا جاتا تھا۔ مصر میں چاند کی پوجا سورج کی پوجا سے پہلے کی ہے اور وسطی افریقہ اور ہندوؤں میں بھی اس کے آثار اب تک موجود ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ چاند کا نیچر پر براہِ راست اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ کاشتکار سمجھتے تھے کہ عروج ماہ میں بیج بویا جائے تو نزول ماہ کے مقابلہ میں زیادہ بارور ہوتا ہے اسی لیے کاشتکار قومیں اس کی پوجا کو مقدم سمجھنے لگیں۔ نہ صرف ایشیا میں بلکہ یورپ میں بھی عوام کا یہی خیال تھا اور اب اس متمدن زمانہ میں بھی اس کے اثر سے بہت سی بیماریوں میں شفا اور عشق و محبت میں بقا سمجھی جاتی ہے۔ اسکاٹ لینڈ میں اب تک عورتیں اس بارے میں عجیب و غریب عقائد رکھتی ہیں۔

ہرماپولیس (بلدۃ الثاث)، اور "عدفو" میں "ثاث" اور "خشنو" توام ہو جاتے ہیں۔ خشنو ایک نوجوان قبول صورت دیوتا ہے اور یونانی "کیوپڈ" اور ہندی "کام دیو" کی طرح یہ بھی عشق و محبت کا دیوتا ہے۔ اور طبیب اور خطۂ ملک کا کھوج لگانے والا ہے۔ حارث جب ہل چلاتے تو اس کی نذریں پیش کرتے اور جب فصلیں کاٹتے تو بھی نذریں چڑھاتے تھے۔

آسیرس

مصر میں قمری دیوتا زرعی دیوتا بھی تھے مگر "ثاث" کو زراعت کرنے والوں کی رسموں میں کہیں خاص جگہ نہیں ملی تھی۔ انیسویں خاندان کے عہد میں "ثاث" مقدس جمیز (انجیر) پر ایک فرعون کا نام لکھتا نظر آتا ہے۔ شاید وہ کسی زمانہ میں آسیرس کی طرح درختوں کا بھوت ہوگا۔ درختوں اور غلہ کی بالیوں کے بھوت سب چاند دیوتا کے مظاہر سمجھے جاتے ہیں۔ مصری دیومالا میں "ثاث" اور "آسیرس" کا بھی ایک گونہ تعلق ہے۔ کہا جاتا ہے کہ "آسیرس" ابتداءً مصر کا ایک قدیم بادشاہ تھا جس نے اہل مصر کو فصلوں کا اگانا اور پھلدار درختوں کا بڑھانا سکھایا تھا اور لوگ اسے چاند کے دیوتا کا انسانی مظہر سمجھنے لگے۔ حاکم وقت کی حیثیت سے اس نے انسانی امور کی تنظیم و اصلاح کے لیے قوانین بنائے اور زراعت اور باغبانی کو ترقی دی اور یہ سب قمری دیوتاؤں کے خصوصیات تھیں۔ جب وہ بادشاہ مرگیا تو مصریوں کے "زرعی

فردوس" میں انتقال کردہ ارواح کے کام کاج بھی اسی طرح کرتا رہا جیسے کہ چاند کیا کرتا تھا۔ یہ موت کا قاضی القضاۃ اور منزل گاہ محاکمۂ امور کا حاکم تھا جس کا کاتب اعمال خود "ثاث" تھا۔

آئیسس

آسیرس جب مرا تو اس کے جسم کو اس درخت کے اندر بند کر دیا گیا جو اس کے تابوت کے گرد نکلا تھا اور اسی تابوت کی تلاش میں آئیسس نے سمندر کا سفر اختیار کیا تھا۔ آئیسس دریائے نیل کی طغیانی کا بھی "منبع" تھا۔ بلکہ خود ہی سیلاب تھا۔ عین الشمس میں اب بھی بعض کنوؤں اور درختوں کی پوجا ہوتی ہے۔ اور بعض عیسائی روایات کو ان سے جوڑ دیا گیا ہے۔

آسیرس بذات خود متعدد دیوتاؤں کا مظہر کہا جاتا ہے۔ اور چاند سے اس کا جو تعلق تھا وہ ہمیشہ اس کے ساتھ ساتھ رہا ہے۔ آئیسس کے مندر میں پجاری اسے چاند کا بچہ کہتے تھے۔ اور یہ گیت گاتے تھے کہ "یہ وہ ہے جو ہر ماہ ہمارے پاس بچہ لے کر آیا کرتا ہے۔" اس بچہ کی نگرانی "ثاث" کے سپرد کی جاتی تھی۔ اور پھر یہ گیت گایا جاتا تھا کہ "وہ تیری روح کو 'معدت' کی کشتی میں، تیرے اسم آہ (چاند کا دیوتا) کے جادو کے اثر سے رکھتا ہے۔" اور "اے آسیرس کی روح تیری ہے! تیرے سر پر ایسا ہی تاج رکھا گیا جیسا چاند کے سر پر۔" یعنی یہ سب دیوتا باہم خلط ملط ہو جاتے ہیں اور ایک نقطہ پر پہنچ کر "ثاث" "آسیرس" "خنشو" اور "آہ" سب ایک ہو جاتے ہیں اور قدیم روح القمر ہی کی مختلف شکلیں کہے جاتے ہیں۔ جسے قدیم شکاری اور حارث توالد و تناسل کا دیوتا اور محافظ حیات سمجھ کر پوجا کرتے ہیں۔

ہواثر سبعہ

اس میں شک نہیں کہ مصر کے اکثر معبود دیوتا قدیم روحوں یا بھوتوں کے تصورات کے پیدا کردہ تھے۔ ان میں بعض مائیں بھی تھیں اور بعض باپ بھی۔ "تقدیر" کی مصری دیویاں مائیں تھیں اور یہ "ہواثر سبعہ" کہلاتی تھیں جو "باپ" تھے وہ اکثر "ممفس" میں تھے۔ جن میں "ثاہ" بھی تھا جس کی امداد آٹھ زمینی دیبیاں کرتی تھیں جو "خنومو" کہلاتی تھیں۔ ان لوگوں کا عقیدہ تھا کہ تانبے کے آسمان کو پیٹ پاٹ کر ان دیویوں نے دنیا بنائی اور اس میں پہاڑ اور گھاٹیاں رکھیں۔ لیکن یہ دیویاں بونی تھیں اور پہاڑوں میں رہا کرتی تھیں۔ ان ماؤں اور بابوں میں وقتاً فوقتاً ترمیم ہوتی رہتی تھی۔ کچھ تو فنا ہو گئیں اور کچھ باقی رہیں۔ جو فنا ہو گئیں وہ اپنے کام روح اعظم کے سپرد کر گئیں۔ جب "ثاہ" کا زمانہ آیا تو باقی تمام دیویاں بھی ختم ہو گئیں۔ "آسیرس" کی تین مائیں تھیں لیکن پھر بھی یہ اعتقاد تھا کہ وہ صرف اپنی ماں کا بیٹا تھا جس کا نام نٹ تھا۔ وہ کہتے تھے کہ جتنی دیوی مائیں اور دیوتا باپ

تھے وہ سب ایک "آسیرس" کی ذات میں جمع تھے۔ اور اس کی مختلف صفات کے مظاہر تھے۔ یہ مزید اعتقاد تھا کہ یہ سب مائیں بعد میں اس نوجوان کی بہنیں بن گئیں۔ چنانچہ "آسیرس" کی شان میں "پنتقیس" کا یہ نغمہ موجود ہے کہ "تیری تمام بہنیں تیرے پاس اور تیری مسہری کے پیچھے ہیں"۔

عین شمس کے ان "باپوں" اور "ماؤں" کا ابتدائی عقیدہ ایک ماخذ نہیں بلکہ مختلف ماخذوں سے نکلا تھا۔ اور ایک جگہ ایک ذات میں جمع ہو گیا۔ اور اس سے سورج کی پرستش کا آغاز ہوا۔ جو لوگ ان بھوتوں پر اعتقاد رکھتے تھے جو باپ تھے وہ ان سے مختلف تھے جو ان جڑیلوں پر اعتقاد رکھتے تھے جو مائیں تھیں۔ ڈونالڈ میکنزی اس کی تقسیم دو طرح پر کرتے ہیں۔ یعنی ایک تو وہ لوگ جو یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ حیات حیوانی اور مظاہر قدرت کا جنم صرف ایک ہی انثیٰ سے ہوا ہے اور دوسرے وہ لوگ تھے جو یہ تصور رکھتے تھے کہ حیات حیوانی اور مظاہر قدرت کا جنم جنس ذکور میں سے صرف ایک ذات کی طرف منسوب ہے۔ یہ دونوں تصورات خاصے قدیم تھے اور کہتے ہیں کہ انسان مختلف قبیلوں اور گروہوں کے رسم و رواج اور رہائش و بود کے اثر سے وجود میں آئے تھے۔ یہ ممکن ہے کہ حیات کے متعلق یہ نظریہ کہ اس کی ابتدا "انثیٰ" سے ہے شہروں میں بسنے والے بڑے بڑے قبائل میں پہلے آیا ہو۔ یہ جماعتیں جب قائم ہوئیں تو قانون کا وجود میں آنا لازمی تھا۔ یہ قوانین قبائل کی باہمی رقابتوں اور بغاوتوں کو دور کرنے کے لیے تھے۔ چونکہ قدیم قوانین اور قدیم مذاہب دونوں کا چولی دامن کا ساتھ تھا اس لیے عورتوں کو جو عزت نصیب ہوئی اور سوسائٹی میں عزت کا درجہ ملا تو اسی وجہ سے ملا اور دیویوں اور بھتنیوں کا تصور پہلے قائم ہوا اور دیوتاؤں اور بھوتوں کا خیال بچھڑ گیا اور کہا جانے لگا کہ قبیلے کے مرد سب ایک مورث اعلیٰ کی اولاد ہیں اور دیوتا اور بھوت ایک دیبی یا بھتنی کے برخوردار ہیں۔

ڈاکٹر بج کا نظریہ

مصریات کے ایک ماہر ڈاکٹر بج کہتے ہیں کہ قدیم اہل مصر اپنے ہجوم در ہجوم دیوتاؤں اور دیومالا کے باوجود خدائے واحد کے وجود پر بھی ایمان رکھتے تھے۔ اور ان کا یہ تصور تھا کہ یہ قادر مطلق ازلی و ابدی ہے جس نے تمام دیوتاؤں کو پیدا کیا۔ اسی نے زمین و آسمان، سورج اور چاند تاروں کو پیدا کیا اور اسی نے آدمی، جانور، پرند، چرند، مچھلیاں اور حشرات سب کو پیدا کیا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کہتے ہیں کہ اس خدا کا نہ تو انہوں نے کوئی بت بنایا نہ کوئی شکل و صورت یا تمثال۔ کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ کوئی آدمی اس کی صفات نہیں بیان کر سکتا اور اس کے جس قدر اوصاف ہیں سب آدمی کے فہم و ادراک سے باہر ہیں۔ اسے وہ نیٹر کہا کرتے تھے۔ یعنی یہ اس کا علم تھا اور اس کے سوا اس کا کوئی نام نہیں۔ ڈاکٹر بج کے اس بیان سے ان لوگوں کے

بیان کی تائید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ پہلے خدائے واحد کی پوجا ہوا کرتی تھی - اور دیویوں اور دیوتاؤں کی پوجا بعد میں آئی - نہ یہ کہ پہلے بت پرستی سے آغاز ہوا اس کے بعد توحید آئی - ڈاکٹر بج کہتے ہیں کہ خدائے واحد و قادر مطلق کے احکام کی تعمیل متعدد دیوتا کیا کرتے تھے - اور یہ دیوتا ایسے ہی تھے جیسے اس کے مختلف مظاہر یا فرشتے ہوتے ہیں -

---

مسلم ثقافت ہندوستان میں

مصنفہ مولانا عبدالمجید سالک

مختصراً اس کتاب کی تالیف کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مسلمانوں نے برعظیم پاک و ہند کو گذشتہ ایک ہزار سال کی مدت میں کن برکات سے آشنا کیا اور اس قدیم ملک کی تہذیب و ثقافت پر کتنا وسیع اور گہرا اثر ڈالا -

صفحات ۴۳۵ - قیمت ۱۲ روپے

اسلام اور رواداری

مصنفہ مولانا رئیس احمد جعفری

قرآن کریم اور حدیث نبوی کی روشنی میں بتایا گیا ہے کہ اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ کیا حسن سلوک روا رکھا ہے اور انسانیت کے بنیادی حقوق ان کے لیے کس طرح اعتقاداً اور عملاً محفوظ کیے ہیں -

حصہ اول صفحات ۴۳۲ - قیمت ۴/۷ روپے

حصہ دوم صفحات ۴۷۴ - قیمت ۸/۷ روپے

ملنے کا پتہ: سکریٹری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ - کلب روڈ - لاہور